سوموار 23- نومبر 1998ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ

خطبہ نمبر 41

CPL 61

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

☎ 213029

سوموار 23- نومبر 1998ء 3 شعبان 1419 ہجری- 23 نبوت 1377 ہش جلد 48-83 نمبر 261

مومن کا عجیب معاملہ

حضرت صہیبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کے سارے کام ہی بابرکت ہوتے ہیں۔ اور یہ فضل صرف مومن کے لئے مختص ہے۔ اگر اس کو کوئی خوشی اور مسرت نصیب ہو تو وہ اللہ کا شکر کرتا ہے اور یہ شکر گزاری اس کے لئے مزید خیر و برکت کا موجب ہوتی ہے اور اگر اس کو کوئی دکھ اور رنج پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے اور یہ صبر بھی اس کے لئے برکت کا باعث بنتا ہے۔

(مسلم-کتاب الزہد باب المومن امرہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جمگھٹے لگا کر کھڑے رہنا اللہ کو پسند نہیں اس سے کوئی مرتبہ نہیں مل سکتا

جماعت کی سب ترقی اللہ کا احسان ہے جس پر ہماری گردنیں جھکی رہنی چاہئیں

حضرت مسیح موعود حضرت خلیفہ اول اور حضور کی ذاتی زندگی سے تبتل الی اللہ کی ایمان افروز مثالیں

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ فرمودہ 20- نومبر 1998ء بمقام بیت الفضل لندن کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن: 20- نومبر 1998ء سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج نماز جمعہ یہاں بیت الفضل میں پڑھائی اور نماز سے قبل خطبہ میں تبتل الی اللہ کے مضمون پر روشنی ڈالی۔

حضور ایدہ اللہ نے سورہ مزمل کی آیت 9 کی تلاوت کے بعد حضرت مسیح موعود کی زندگی قبل از بعثت کا ذکر فرمایا جس کے متعلق حضور نے خود فرمایا ہے کہ اس وقت گنتی کے چند لوگ آپ کو جانتے تھے اور بالکل گوشہ گمنامی میں تھے پھر اللہ نے لوگوں کو بھیجا اور انہوں نے تحائف بھی پیش کئے اور آپ پر ایمان بھی لائے حتیٰ کہ فوج در فوج لوگ قادیان آئے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ لاکھوں لوگ احمدی ہو رہے ہیں۔ اور یہ رفتار بڑھتی جا رہی ہے۔ اور آنے والے زمانوں میں مزید بڑھتی جائے گی۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس نعمت پر ہمیں عاجزی کے ساتھ شکر ادا کرنا چاہئے۔ فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت ﷺ کا سر جھکتے جھکتے کجاوے سے لگ گیا۔ مومن کا سر کامیابی سے اور جھک جاتا ہے جبکہ کافر کا سر اور اکڑنے لگتا ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ میں زاویہ گمنامی میں تھا کوئی مجھے نہ جانتا تھا۔ خدا نے اپنے فضل سے مجھے شہرت دی میرے کسی ہنر کی وجہ سے ایسا نہیں ہوا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا حضرت مسیح موعود کا ہنر تقویٰ تھا اور نہ دنیاوی تعلیم آپ کی بالکل معمولی تھی۔ لیکن اللہ نے آپ کو وہ علم سکھایا کہ آپ نے ساری دنیا کو عربی دانی کا چیلنج دے دیا۔

حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ جس طرح بجلی کی چمک آن واحد میں ہر طرف پھیل جاتی ہے۔ اس طرح اللہ نے مجھے مقبولیت عطا فرمائی۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا میں جب بھی یہ ارشاد پڑھتا ہوں مجھے ایم ٹی اے کا خیال آجاتا ہے۔ اللہ نے حضرت مسیح موعود کے منہ سے وہ بات نکلوا دی جس نے لازماً پورا ہونا تھا۔

حضور ایدہ اللہ نے جماعت احمدیہ پر مالی افضال و انعامات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا خدا کا شکر ادا کرنے کی خاطر بتاتا ہوں کہ جماعت نے خدا کے فضل سے کئی بڑے بڑے کام کئے لیکن اللہ نے جماعت کو روپے کی کمی کبھی نہیں آنے دی۔ ادھر کام شروع ہوتا ہے اور ادھر روپے کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود نے فرمایا تھا کہ اللہ نے کئی لاکھ روپے کی مجھ پر فتوحات کیں۔ پھر فرمایا کہ میں اکیلا تھا اس نے کئی لاکھ انسانوں کو میرے تابع کر دیا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اب حضرت مسیح موعود کی روح کتنی خوش ہوگی کہ وہ کئی کروڑ کا دعویٰ کر سکتی ہے۔ اور وہ زمانہ قریب ہے کہ کئی ارب کا دعویٰ کر سکے گی۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا ذکر فرمایا جو حضرت مسیح موعود کی جوتیوں میں بیٹھا کرتے تھے اور اللہ نے آپ کو خلافت عطا فرما دی۔ مگر حضرت خلیفہ اول کی یہ نیت نہیں تھی کہ خلافت وہاں سے اٹھا لیں بلکہ اپنا مقام ہی حضرت مسیح موعود کی جوتیوں میں سمجھا کرتے تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے اپنی بات بیان فرمائی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی زندگی میں میری خواہش ہوتی تھی کہ کسی ایسے کونے میں نماز جمعہ ادا کروں کہ نماز ختم ہوتے ہی نکل سکوں۔ خلیفۃ المسیح کی موجودگی میں میری کوئی الگ حیثیت نہ ہو۔ حضور نے فرمایا کھڑے ہو کر لوگوں کا جمگھٹا لگا لینا کہ لوگ مصافحے کر کر کے گذرتے رہیں یہ نامناسب حرکت ہے۔ اللہ اسے پسند نہیں کرتا۔ اس سے کوئی رتبہ نہیں ملا کرتا۔ یہ تقدیر الٰہی ہے جس نے اس سے سر ٹکرا کر دیکھنا ہو دیکھ لے اس کا سر ٹوٹے گا مگر کچھ حاصل نہ ہوگا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اللہ اوپر سے نگرانی کر رہا ہے کہ کوئی شخص غلط طور پر اوپر نہ آجائے۔ جماعت کو یہ تحفظ اللہ کی طرف سے حاصل ہے اور کسی جماعت کو حاصل نہیں۔ یہ اللہ کا اتنا بڑا فضل ہے کہ جماعت کو کبھی اسے بھلانا نہیں چاہئے۔ حضور نے فرمایا وقف جدید کے وقت لمبی لمبی مجالس لگتی تھیں صبح سے رات تک مریضوں کا انتظار ہوتا تھا۔ مجھے احمد نگر بھی جانا ہوتا تھا مگر میں مریضوں کے لئے وقت نکال کر رکھتا تھا۔ لیکن مجمع لگانے کا کوئی شوق نہ تھا محض مخلوق خدا کی خدمت کا جذبہ تھا جو دل میں تھا۔ حضور نے فرمایا یہ قطع تعلق بھی تبتل ہی کا ایک نام ہے۔ بعض لوگ خاندان عزیز و اقارب سے اس لئے جدا ہوتے ہیں کہ باہر کی مجلسوں کا لطف اٹھایا جائے میں نے کبھی ایسی مجلس نہیں لگائی۔ ہاں جب اللہ کی خاطر بیوی بچوں سے جدا ہو جائے تو پھر انسان گنہگار نہیں ہوتا۔ فرمایا دعا کے ذریعہ اللہ سے ثبات مانگنا چاہئے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

قادیان کا زمانہ گمنامی دہلی کے ایک اہل قلم بزرگ کی چشمدید شہادت

حضرت منشی عبدالعزیز صاحب دہلوی، حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے قدیم اور جانثار خدام میں سے تھے آپ کی چشمدید شہادت ہے کہ۔

"اس ابتدائی زمانہ میں جبکہ میں نے بیعت کی ہے کئی دفعہ ایک ایک مہینہ اور بعض اوقات اس سے کچھ کم یا زیادہ حضرت اقدس کے آستانہ عالیہ پر قیام کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ بسا اوقات طول طویل سفر بھی آپ کے ہمرکاب ہو کر کئے ہیں۔ چنانچہ ابتداء دعویٰ کے زمانہ کا وہ طول طویل سفر جس میں آپ امرتسر، لاہور، سیالکوٹ، جالندھر اور کپورتھلہ وغیرہ تشریف لے گئے تھے اور جو بہت ہی عرصہ میں ختم ہوا تھا اس تمام سفر میں یہ نیاز مند برابر خدمت عالی میں حاضر رہا، بعض اوقات مع اہل و عیال مہینوں قادیان رہنے کا موقعہ ملا ہے.... اس کے علاوہ اس وجہ سے کہ مکرمہ بیوی صاحبہ کا دہلی سے تعلق ہے جو اس نیاز مند کا بھی وطن ہے اور جس میں بوجہ حالت ملازمت اب تک میرا قیام ہے اور عرصہ دراز تک اس عظیم الشان مگر بدنصیب شہر میں کسی اور شخص کا تعلق حضرت اقدس سے نہ تھا۔ مجھے خانگی خدمات کی بجا آوری کا بھی بہت کچھ موقع ملتا رہا ہے۔ میں نے وہ زمانہ اچھی طرح سے دیکھا ہے جبکہ

قادیان میں ایک ایک مہینہ رہنے کی حالت میں کبھی ایک مہمان بھی آتے ہوئے نہیں دیکھا اور کبھی اکا دکا وہ بھی کسی قرب و جوار کے گاؤں کا آگیا آگیا، نہ آیا نہ آیا"

(حیرت کی حیرانی صفحہ 21 مولفہ حضرت منشی عبدالعزیز صاحب دہلوی)

اس پس منظر میں حضرت صاحب کے یہ شعر پڑھیں تو قلب و روح وجد کر اٹھتے ہیں۔

میں تھا غریب و بیکس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

خطبہ جمعہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مومن ہمیشہ اپنی امانتوں اور عہدوں کی پڑتال کرتے رہتے ہیں اور تقویٰ کی دوربین سے اس کی اندرونی کیفیت کو دیکھتے رہتے ہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بصرہ العزیز- بتاریخ 18- ستمبر 1998ء بمطابق 18- تبوک 1377ہجری شمسی بمقام بیت الفضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ المومنون کی آیات 2 تا 4 کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

ان آیات پر خطبہ دینے سے پہلے میں گزشتہ خطبے کے تسلسل میں حضرت اقدس مسیح موعود(-) کے چند حوالے پیش کر رہا ہوں جو وقت ختم ہونے کی وجہ سے پہلے پیش نہیں کئے جا سکے تھے۔ دس پندرہ منٹ کے اندر امید ہے یا اس سے بھی پہلے یہ مضمون ختم ہو جائے گا یعنی مضمون تو ختم نہیں ہو سکتا مگر اس خطبے میں میں اس کو ختم کروں گا اور آئندہ پھر جب توفیق ملے گی دوبارہ چھیڑوں گا۔

حضرت مسیح موعود(-) فرماتے ہیں۔

"خلاصہ مطلب یہ کہ مومن جو وجود روحانی میں پنجم درجہ پر ہیں وہ اپنے معاملات میں خواہ خدا کے ساتھ ہیں خواہ مخلوق کے ساتھ بے قید اور خلیع الرّسن نہیں ہیں" گھوڑے کی رسی کو اگر چھوڑ دیا جائے تو گھوڑا جہاں چاہے چلا جاتا ہے اس کو کہتے ہیں خلیع الرّسن تو ایسا انسان جس پہ کوئی پابندی نہ ہو وہ جدھر منہ اٹھے اس طرف بھاگ پڑے اس کو خلیع الرّسن کہتے ہیں تو فرمایا خواہ خدا تعالیٰ سے معاملات ہوں خواہ مخلوق کے ساتھ ان دونوں میں اس کی رسی کھلی نہیں چھوڑی جاتی وہ بعض پابندیوں کی حدود میں رہتا ہے اور جدھر چاہے ادھر منہ کرکے بے تحاشا دوڑ نہیں سکتا۔ کیوں؟ "اس لئے کہ اس خوف سے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک کسی اعتراض کے نیچے نہ آجاوے" یہ ڈر ہے جو اسے مختلف امور میں زیادتیوں سے بچائے رکھتا ہے۔ "اپنی امانتوں اور عہدوں میں دور دور کا خیال رکھ لیتے ہیں۔ ہمیشہ اپنی امانتوں اور عہدوں کی پڑتال کرتے رہتے ہیں" "اپنی امانتوں اور عہدوں میں دور دور کا خیال رکھ لیتے ہیں" یہ ایک بہت ہی اہم حصہ ہے اس عبارت کا جس کی تشریح ابھی اس کے بعد آئے گی۔

"اور ہمیشہ اپنی امانتوں اور عہدوں کی پڑتال کرتے رہتے ہیں اور تقویٰ کی دوربین سے اس کی اندرونی کیفیت کو دیکھتے رہتے ہیں" اب اگر سرسری نظر سے آپ مطالعہ کریں تو اپنے اندر ہی دوربین کے استعمال کی ضرورت نہیں پیش آسکتی۔ خوردبین کے استعمال کی ضرورت پیش آنی چاہئے کیونکہ خوردبین نزدیک کی چیز کو بڑا کرکے دکھاتی ہے۔ لیکن جو پہلی عبارت کا حصہ ہے اس سے اس دوسری عبارت کی تشریح ہو رہی ہے۔ اپنی امانتوں اور عہدوں میں دور دور کا خیال رکھ لیتے ہیں اور امر واقعہ یہ ہے کہ انسان کے اندر اس کی مخفی حالتیں اس سے بہت دور ہوتی ہیں اور معنوی لحاظ سے بعض دفعہ اتنا دور ہوتی ہیں کہ وہ دوربین کے سوا نہیں دیکھ ہی نہیں سکتا۔ تو یہاں دوربین کے لفظ کا استعمال حضرت مسیح موعود(-) کے عرفان پر ایک گہری دلالت کرتا ہے یعنی بہت ہی گہرا عرفان ہے اور ہر لفظ بہت احتیاط سے اور چُن کے لکھتے ہیں۔

"تا ایسا نہ ہو کہ در پردہ ان کی امانتوں اور عہدوں میں کچھ فتور ہو" یعنی پردے کے پیچھے چھپی ہوئی چیز جیسے دکھائی نہیں دیتی اس طرح ان کو اپنی روحانی حالتوں کو غور سے دیکھنے کے لئے اور دور دور تک ان پر نظر کرنے کی خاطر گہری نظر سے دیکھنا پڑتا ہے۔ "جو امانتیں خدا تعالیٰ کی ان کے پاس ہیں جیسے تمام قویٰ اور تمام اعضاء اور جان اور مال اور عزت وغیرہ ان کو حتی الوسع اپنی پابندیٔ تقویٰ بہت احتیاط سے اپنے اپنے محل پر استعمال کرتے ہیں" اب اس عبارت میں تو زندگی کا ہر مشغلہ شامل ہو جاتا ہے کیونکہ تمام قویٰ، تمام اعضاء، جان، مال، عزت ان سب کو حضرت مسیح موعود(-) نے اس جملے میں سمیٹ لیا ہے۔ تو ساری زندگی کے مشاغل اسی احتیاط کے پابند ہو جاتے ہیں۔

"حتی الوسع پابندیٔ تقویٰ بہت احتیاط سے اپنے اپنے محل پر استعمال کرتے ہیں" اب ہر ایک کے تقویٰ کا معیار الگ الگ ہے تو "حتی الوسع اپنی پابندیٔ تقویٰ" جتنا تقویٰ خدا تعالیٰ نے کسی کو عطا فرمایا ہے یا وہ اپنے تقویٰ کو خدا تعالیٰ کی نظر میں ہمیشہ سامنے رکھتا ہے اور اس تقویٰ میں وسعت ہوتی چلی جاتی ہے اس وسعت کی انتہا تک جس حد تک بھی ممکن ہے وہ تمام قویٰ کو اس پابندی پر مجبور کرتے ہیں۔ **"انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے۔"** یہ مضمون گزشتہ خطبے میں بھی میں نے بیان کیا تھا۔ تقویٰ کی باریک راہوں سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود(-) نے مختلف انداز، مختلف سمتوں سے ہمیں توجہ دلائی ہے تاکہ یہ مضمون اپنی گہرائی کے ساتھ سمجھ آسکے۔

"تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خط و خال ہیں" اب باریک راہیں اور لطیف نقوش ان دونوں کا باہمی جوڑ ہے۔ جتنا زیادہ آپ تقویٰ کی باریک راہوں پر نظر رکھیں گے اتنا ہی زیادہ آپ کے روحانی خط و خال حسین اور حسین تر ہوتے چلے جائیں گے۔ جیسے ایک بہت ہی خوبصورت وجود کے چہرے کے باریک ترین اعضاء بھی 'باریک ترین جلد کا ابھار اور جلد کا جھکنا اور ان کے خم' یہ ساری چیزیں اگر آپ کسی خوبصورت چہرے کو دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ بہت ہی لطافت کے ساتھ تشکیل دیئے گئے ہیں اور جتنا تقویٰ لطیف ہوگا اتنا ہی روحانی خط و خال اسی طرح لطافت کے ساتھ تشکیل دیئے جائیں گے۔ یہ مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود(-) بیان فرما رہے ہیں۔

پھر فرماتے ہیں "اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے اعضاء اور قویٰ ہیں جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضاء ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں ان کو جہاں تک طاقت ہو ٹھیک ٹھیک محل ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع سے روکنا اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبہ رہنا اور اسی کے مقابل پر حقوق العباد کا بھی خیال رکھنا یہ وہ طریق ہے کہ انسان کی تمام روحانی خوبصورتی اس سے وابستہ ہے۔"

روزنامہ الفضل ربوہ۔ پبلشر آغا سیف اللہ۔ پرنٹر قاضی منیر احمد۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت دارالنصر غربی ربوہ۔ قیمت 2 روپے 50 پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب یہ عبارت ایک ایسی عبارت ہے اگر اس کے ایک ایک لفظ کو ٹھہر ٹھہر کر غور سے پڑھا جائے اور اسے کھولا جائے تو جہاں یہ دکھائی دیتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود (-) نے تقویٰ کی باریک راہوں کا کوئی بھی پہلو باقی نہیں رہنے دیا اس کو کلیتہً گھیر لیا ہے' ہر امکان کو پیش نظر رکھا ہے اور ہر احتمال کو پیش نظر رکھا ہے وہاں مضمون مشکل بھی بہت ہو گیا ہے یعنی جتنا آپ اس کو سمجھتے جائیں گے اتنا ہی تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنا مشکل سے مشکل تر ہوتا چلا جائے گا۔ پس **جماعت احمدیہ کو حضرت مسیح موعود (-) کی اس بنیادی تعلیم کو پیش نظر رکھتے ہوئے' جو بنیادی بھی ہے اور تفصیلی بھی ہے' اپنے خط و خال کو درست کرتے رہنا چاہئے اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے پہلے بھی میں بیان کر چکا ہوں کہ حقیقت میں یہ کام دعا کی مدد کے بغیر ممکن ہی نہیں اور جو شخص خدا کی خاطر ایک کام شروع کرتا ہے وہ بار بار اسی کی طرف دیکھتا ہے اور اسی سے ہر قدم پر' ہر لمحہ مدد چاہتا ہے۔**

پس جتنا بھی مشکل مضمون ہو اگر آپ سفر شروع کر دیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف التجاء کی نظروں سے راہنمائی چاہتے ہوئے دیکھتے رہیں تو آپ کا رستہ آسان ہو جائے گا۔ اگر بچے ماں باپ کے آگے آگے بھاگ رہے ہوں تو بعض بچے اس طرح بھاگتے ہیں کہ وہ مڑ کے دیکھتے بھی نہیں کہ ماں باپ ان کو کسی خاص سمت سے روکنا چاہتے ہیں یا خاص طرز پہ چلانا چاہتے ہیں' وہ ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ مگر بعض بچے بڑے محتاط ہوتے ہیں اور مُڑ مُڑ کے ماں باپ کی نظریں دیکھتے رہتے ہیں۔ اگر وہ بولیں نہ بھی تب بھی ان کی نظریں بتا دیتی ہیں کہ اتنا تیز نہ دوڑو۔ اگر وہ سمجھائیں نہ بھی تب بھی ان کو ماں باپ کا عندیہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس طرز پر قدم رکھو' اس طرز پر نہ رکھو اور ایسے بچے پھر ٹھوکروں سے محفوظ رہتے ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ کا ہر موقع پر کلام کرنا تو خاص بندوں کے لئے ہے جیسا کہ بعض انبیاء کے حالات میں معلوم ہوتا ہے جیسا کہ حضرت نوحؑ کی کشتی خدا کی نظروں کے سامنے چل رہی تھی اور ہر لمحہ اس کی نگرانی میں تھی تو انبیاء علیہم السلام کو چھوڑ کر وہ عامتہ الناس جو تقویٰ کا سفر شروع کرتے ہیں ان کا یہ توقع رکھنا کہ خدا ہر قدم پر ان کو بتائے گا' بول کر بتائے گا کہ یہ کام نہیں کرنا' یہ کام نہیں کرنا' یہ توقع ایک لحاظ سے پوری بھی ہو چکی ہے اور غلط بھی ہے۔ پوری اس لئے ہو چکی کہ آنحضرت ﷺ کو بول کر بتا دیا اور سارا قرآن' سارا کلام الٰہی اس بات پر گواہ ہے کہ ہمارے سامنے ہر چیز کھول کر باتوں میں رکھ دی ہے کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں جس میں محض اشاروں پر احتیاج ہو۔ مگر فرد واحد کے لئے وہ کلام نہیں اترتا۔

پس ان معنوں میں خاموشی بھی خدا تعالیٰ کی ایک شان ہے۔ جہاں بولتا ہے وہاں خاموش بھی رہتا ہے اور اس خاموشی میں اپنے بندوں سے توقع رکھتا ہے کہ وہ مُڑ مُڑ کے دیکھتے رہیں جیسے بچے دیکھتے ہیں اور وہ اگر خدا کی نگاہ پر اپنی نظریں رکھیں تو ان کے لئے رستہ تشکیل دینا کوئی مشکل کام نہیں رہتا' رستے کی ٹھوکروں سے بچنا کوئی مشکل کام نہیں رہتا۔ تو اس **طرح جماعت احمدیہ کو اللہ پر نظر رکھتے ہوئے اپنے قدم آگے بڑھانے چاہئیں۔** اور جب وہ نظر رکھیں گے تو جیسا کہ میں نے مثال بیان کی ہے وہ لازماً احتیاط کریں گے اور جب نظر رکھیں گے تو ان کی پریشانی خدا بھی دیکھ رہا ہو گا۔ ان کی تکلیف کا احساس خدا تعالیٰ کو بھی دکھائی دے رہا ہو گا۔ تو بعض دفعہ خاموشی دونوں طرف رہتی ہے اور دونوں طرف وہ کلام بن جایا کرتی ہے۔

خدا کے بندے بھی اونچی زبان میں دعا کریں نہ کریں جب وہ اپنے رب کی طرف خوف کی حالت میں دیکھتے ہیں اور طمع کی حالت میں دیکھتے ہیں تو ان کی خوف اور طمع کی حالت دعائیں بن جاتی ہیں۔ پس اس طرح اگر آپ کو یاد نہ بھی رہا ہو کہ ہمیں ہمیشہ اپنے لئے دعا کرنی چاہئے اور ہر انسان کو یہ یاد بھی نہیں رہتا لیکن اگر اسلوب یہ ہو جو میں نے بیان کیا ہے تو پھر منہ سے بولنے کی بھی ضرورت نہیں اللہ ہر حال میں نگاہ رکھتا ہے اور اپنے پیارے بندوں کے ساتھ پیار کا سلوک فرماتا ہے۔

حضرت مسیح موعود (-) امانت ہی کے مضمون میں ڈاکٹر جگن ناتھ صاحب جموں کے نام اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں "ہم اسی وقت سچے بندے ٹھہر سکتے ہیں کہ جو خداوند منعم نے ہمیں دیا ہے ہم اس کو واپس دیں یا واپس دینے کے لئے تیار ہو جائیں" اب یہ دو حالتیں ہیں جو عموماً انسان بھول جاتا ہے۔ اگر انسان خدا کی امانت کو واپس کرنا چاہے تو اس وقت جب وہ خدا واپس لے لیتا ہے اس وقت اس کی آزمائش ہوتی ہے۔ کہنے کو تو سب کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کی امانت ہے "جان دی دی ہوئی اسی کی تھی' حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا" کہہ تو دیتے ہیں مگر جب وہ جان طلب کرتا ہے اس وقت جان پیش کرنا یہ ہے امانت کو لوٹانا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود (-) نے دیکھیں کتنی احتیاط سے دونوں پہلو بیک وقت بیان فرما دیئے۔

"جو خداوند منعم نے ہمیں دیا ہے ہم اس کو واپس دیں یا واپس دینے کے لئے تیار ہو جائیں ہماری جان اس کی امانت ہے۔" پس وہی بات ہے کہ جان اسی کی دی ہوئی ہے اسی کی امانت ہے مگر جب وہ واپس مانگے تو پھر دے بھی دو اس کو' محض زبانی جمع خرچ کہ ہم ہر وقت جان فدا کرنے پر تیار بیٹھے ہیں کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ اگر طلب کرنے پر وہ دی نہ جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اکثر جو امانتیں ہیں ان کو طلب نہیں کرتا اور جتنا بھی کسی کو توفیق ہے جس حد تک وہ واپسی شروع کر دیتا ہے اسی حد تک اللہ تعالیٰ بھی راضی رہتا ہے۔ لیکن بعض وقت ایسے آتے ہیں جب طلب کرتا ہے اور جب طلب کرتا ہے تو اپنی جانیں لازماً خدا کے حضور پیش کرنی ہیں۔

ایسے اوقات مثلاً خدا کی خاطر جہاد میں جب قتال کا وقت آئے اس وقت بھی پیش آیا کرتے ہیں۔ جب خدا طلب کر لیتا ہے تو پھر کسی مومن کا یہ حق نہیں رہتا کہ طلب کے بعد پھر اسے اپنی چیز سمجھے پھر اسے لازماً لوٹانا پڑتا ہے اور اس لوٹانے کے وقت بھی لوٹانے کے لئے تیاری' ذہنی تیاری اور قلبی تیاری ہوتی ہے۔ لوٹانے کا یہ مطلب نہیں کہ جان کو خطرے میں ڈال کر خود ہی پھینک دے۔ یہ امانت لوٹانا نہیں ہے خدا تعالیٰ نے امانت کو جب طلب کیا ہے تو کسی مقصد کے لئے طلب کرتا ہے۔ اگر وہ مقصد پورا نہ ہو تو بغیر مقصد پورا کئے امانت واپس کرنا مدعا نہیں ہے ورنہ تو پھر خود کشی ایک بہت بڑا نیک عمل بن جاتی ہے۔ کوئی انسان کہتا کہ یہ اللہ کی امانت ہے آج میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ یہ امانت واپس کر دوں گا مگر نیک عمل چھوڑ کے بدترین گناہ بن جاتی ہے کیونکہ امانت کی واپسی بعض شرائط کے ساتھ مشروط ہے۔ یعنی امانت خدا تعالیٰ نے بے سبب نہیں دی بعض عظیم مقاصد کو پورا کرنے کی خاطر دی ہے اس طرح واپس کرو کہ وہ عظیم مقاصد ساتھ ساتھ پورے ہوں۔ پس جب اللہ تعالیٰ جہاد میں بھی جان طلب کرتا ہے تو مقاصد کو پورا کرتے ہوئے جان دینی پڑتی ہے ورنہ اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا ایک بڑا گناہ بن جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود (-) نے اسی مضمون کے پیش نظر فرمایا "ہماری جان اس کی امانت ہے۔ وہ فرماتا ہے (-) ایک مضمون تو وہ ہے جو عام طور پر حکام کی نسبت سے سمجھ آتا ہے اور سمجھایا جاتا ہے **جو کسی کا اہل ہے اس کو امانت دو مگر سب سے زیادہ اہل تو اللہ ہے کیونکہ اللہ ہی نے امانت عطا فرمائی تھی۔ پس جو سب سے زیادہ اہل ہے اس کے حضور پیش کرو اور جب مانگتا ہے تو پھر طوعی طور پر پیش کرو۔** اس طرح پیش نہ کرو جس طرح حکام پھر زبردستی تمہاری جانیں لے لیتے ہیں۔ بعض دفعہ جنگی ضرورتوں کے وقت حکام جن کو آپ نے امانت سپرد کی ہے یعنی حکومت کی طاقت آپ کی طرف سے ان کو ملی ہے اس امانت میں بعض دفعہ قومی مفادات کے پیش نظر جانیں طلب کی جاتی ہیں اور آپ یہ امانت دے بیٹھے ہیں حکام کو پھر جب وہ طلب کرتے ہیں تو پھر زبردستی لیتے ہیں۔

اللہ کی یہ شان ہے کہ وہ ایسے موقع پر زبردستی نہیں لیتا بلکہ آزمائش کرتا ہے۔ انہی کی جانیں قبول کرتا ہے جو از خود خوشی سے اس کے حضور پیش کرنے پر حاضر ہوں۔ بلکہ اتنی لذت محسوس کریں کہ اگر جانیں قبول نہ کی جائیں تو غمزدہ ہو جائیں' ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگیں۔ یہ امانت کی واپسی ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعود (-) بلا رہے ہیں کہ اصل اہل تو اب آیا ہے یعنی اللہ۔ جب وہ مانگتا ہے تو دوڑ دوڑ کر خوشی کے ساتھ اس

کے حضور پیش کرو اور اس کے نتیجے میں انسان پر بوجھ نہیں پڑتا بلکہ بوجھ ہلکا ہوتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ جب بھی کوئی شخص آپ کے پاس امانت رکھواتا ہے اس کی حفاظت پر آپ کو ضرور کچھ محنت کرنی پڑتی ہے' خیال رکھنا پڑتا ہے۔ جب تک وہ امانت واپس نہ لے آپ کے دل پر اس امانت کا بوجھ رہتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے جب امانت واپس مانگتا ہے تو شکر کریں کہ اس بوجھ کو ہم لئے پھرتے ہیں اور اس کے حقوق ادا نہیں کر رہے تھے اب اکٹھی ہم امانت جب سپرد کر دیں گے تو پھر وہی حقوق کا مالک ہے جیسے کہتے ہیں "سپردم بہ تو مایۂ خویش را' تو دانی حساب کم و بیش را" اس لئے شہداء کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ بخشے گئے۔ ان کے پہلے اگر گناہ بھی تھے اگر غفلتیں تھیں کوتاہیاں تھیں تو زندگی کے دوران ایسی چیزیں ہو جاتی ہیں کہ انسان امانت کا حق پورا ادا نہیں کر سکتا مگر جب خدا نے مانگ لی تو پھر اس کے سپرد کرنے کے نتیجے میں پہلی ساری غفلتیں معاف ہو جاتی ہیں اور یہ بوجھ سر سے اترتا ہے۔ گلے سے تو نہیں کیونکہ اس میں دوسرا مفہوم آ جاتا ہے' اپنے سر اور سینے پر جو بوجھ لئے پھرتے ہیں امانت کا یہ اتار کر فارغ البال ہو جاتے ہیں۔ یعنی پھر اللہ تعالیٰ کا معاملہ ان کے ساتھ ایسا ہے کہ ان کو سنبھالنا' ان کی حفاظت کرنا' ان کو ہمیشہ کی زندگی عطا کرنا پھر اللہ کا کام ہے۔

چنانچہ آخر پر حضرت مسیح موعود (۔) کا یہ اقتباس رکھ رہا ہوں جس سے پتہ چلتا ہے کہ دراصل تو امانت دار صرف ایک ہی انسان تھا جس نے امانت کے تمام باریک تر حقوق ادا کئے اور الامانۃ اسی کے سپرد کی گئی باقی سب اس کے ذیل میں آنے والے لوگ ہیں۔ فرمایا **"امانت سے مراد انسان کامل کے وہ تمام قویٰ اور عقل اور علم اور دل اور جان اور حواس اور خوف اور محبت اور عزت اور وجاہت اور جمیع نعماء روحانی و جسمانی ہیں جو خدا تعالیٰ انسان کامل کو عطا کرتا ہے۔"** اب دیکھیں کتنی لطیف تحریر ہے کہ روح وجد میں آ جاتی ہے اسے پڑھ کر۔

امانت سے مراد ایک تو وہ امانت ہے جو ہر کس و ناکس' ہر چھوٹے بڑے کو عطا ہوتی ہے لیکن وہ امانت کُلی امانت نہیں ہے۔ وہ امانت جس میں ساری کائنات کے حقوق ادا کرنے ہوں وہ اصل امانت ہے اور جتنی بڑی امانت ہو اتنے بڑے اعضاء بھی دینے چاہئیں۔ اتنے بڑے دل اور دماغ اور اعصاب کی قوتیں بھی عطا ہونی چاہئیں۔ تو ان معنوں میں حضرت مسیح موعود (۔) فرماتے ہیں کہ امانت حقیقت میں اگر دیکھی جائے تو صرف ایک ہی شخص کو دی گئی یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اور اس شخص کو دی گئی جس کے ساتھ اس امانت کو اٹھانے کے قویٰ بھی دیئے گئے۔

اب یہ مضمون قرآن کریم میں ہر طرف مختلف صورتوں میں پھیلا پڑا ہے۔ مثلاً فرمایا (۔) کسی پر اس کی حیثیت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔ تو امانت بھی ایک ہی طرح کی ہر ایک کو نہیں دی گئی۔ ہر ایک کے قویٰ اس کے حواس اس کی فطرتی طاقتوں کو پیش نظر رکھ کر ٹکڑا ٹکڑا امانتیں دی گئی ہیں۔ پس اس طرح آپ دیکھیں تو ایسے لوگ جو سلوک کا سفر شروع کرتے ہیں ابھی ان کی امانت اس حد تک چھوٹی ہوتی ہے اور جو اس سلسلے میں آگے بڑھ جاتے ہیں اسی قدر ان کی امانت بڑھتی چلی جاتی ہے اور اسی قدر اللہ تعالیٰ ان کے قویٰ اور حواس کو بھی وسعت عطا فرماتا ہے۔ پس اس پہلو سے حضرت مسیح موعود (۔) آنحضرت ﷺ کی مثال پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد انسان کامل کے تمام قویٰ ہیں جو خدا تعالیٰ انسان کامل کو عطا کرتا ہے۔"

"اور پھر انسان کامل بر طبق آیت (۔) اس ساری امانت کو جناب الٰہی کو واپس دے دیتا ہے" **اب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا ایک بھی وجود ایسا نہیں' نہ انبیاء میں ملتا ہے نہ انبیاء سے باہر جس نے تمام تر امانت سو فیصدی لوٹا دی ہو۔** اور وہ امانت جس کی تعریف میں زمین و آسمان کی ذمہ داریاں آ جاتی ہیں۔ پہلے انبیاء نے جو امانت لوٹائی وہ محدود امانت تھی وہ کلیۃً ساری کائنات پر حاوی اور پھیلی ہوئی امانت نہیں تھی ایک شخص ہے جس کو خدا تعالیٰ نے امین بنایا عالمین کے لئے اور وہی شخص ہے جس کو وہ قویٰ عطا فرمائے جو اس ساری امانت کا بوجھ اٹھا لے اور پھر اسے خدا کے حضور پیش کر دیا۔

فرماتے ہیں "اس ساری کائنات کو جناب الٰہی کو واپس دے دیتا ہے یعنی اس میں فانی ہو کر اس کی راہ میں وقف کر دیتا ہے۔ اب یہ وہی پہلو ہے جس کے متعلق پہلے میں بتا چکا ہوں۔ امانت واپس کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ امانت یعنی جان سب قویٰ کو کھو بیٹھے' حواس سے جاتا رہے ہرگز یہ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے "اس میں فانی ہو کر اس کی راہ میں وقف کر دیتا ہے" یعنی جتنی بھی انسانی صفات ہیں آنحضرت ﷺ ہمیں یہ سبق سکھاتے ہیں کہ **امانت واپس کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان کی حفاظت کرو اور صرف خدا کی راہ میں خرچ کرو اس طرح خدا کو امانت واپس کی جاتی ہے۔** اس کا مطلب ہے کہ اپنے حواس کی بھی حفاظت کرنی ضروری ہے اور جو شخص اپنے حواس کی حفاظت سے غافل رہتا ہے وہ بھی امانت کا حق ادا نہیں کرتا۔ جو شخص اپنے دل اور دلی جذبات کی حفاظت سے محروم رہتا ہے وہ بھی امانت کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ جو شخص اپنے اعضاء کو بے محل استعمال کرتا ہے اور ان کو ضائع ہونے سے بچانے کی ہر ممکن کوشش نہیں کرتا وہ بھی امانت کا حق ادا نہیں کرتا۔

پس ہمہ وقت اس کوشش میں لگے رہنا کہ ہمارے اعضاء اور قویٰ اس حالت میں خدا کی طرف لوٹیں کہ جس حال میں اس نے دیئے تھے اس سے جہاں تک ممکن ہو کم درجہ نہ ہوں ورنہ امانت کیسے واپس ہو گی۔ اگر کسی کی امانت میں سے آپ کچھ کھا چکے ہوں اور پھر وہ واپس کریں تو وہ ٹوٹی پھوٹی دے تو دی امانت کی واپسی کا حق ادا نہیں کیا۔ آنحضرت ﷺ کی یہ خاص شان ہے کہ آپ نے اپنے تمام قویٰ کی بہت گہری نظر سے حفاظت فرمائی ہے۔ اپنے دماغ' دل' اپنے اعضاء کی اور اس غرض سے حفاظت فرمائی ہے کہ جب میں اسے خدا کی راہ میں خرچ کروں گا تو جو کچھ مجھے دیا تھا اس سے کم خرچ نہ کروں۔ پس حضرت مسیح موعود (۔) اس مضمون کی آخری تعریف یہ فرماتے ہیں "اس میں فانی ہو کر اس کی راہ میں وقف کر دیتا ہے"

پس آپ کی امانتیں بھی خدا کو تب واپس لوٹیں گی جب آپ اپنے دائرے میں رہتے ہوئے جو بھی امانتیں آپ کے سپرد کی گئی ہیں پہلے ان کی حفاظت کریں' ان کا خیال رکھیں اور ہر وقت واپسی کے لئے اس پہلو سے تازہ دم رہیں کہ جہاں جہاں بھی اسے واپس کرنے کا حکم آئے اسے اسی طرح واپس کرتے چلے جائیں اور یہ حکم بنی نوع انسان کے تعلق میں بھی آتا ہے۔ ہمہ وقت بنی نوع انسان پر جو آپ کے حقوق ہیں آپ کے ماحول کے آپ پر حقوق ہیں' آپ کے خاندان کے' آپ کے عزیزوں اور اقرباء کے آپ پر حقوق ہیں ان سب کے حقوق کی ادائیگی امانت کی ادائیگی ہے۔ پس امانت اس طرح ادا ہوتی ہے کہ پورا رستے میں کام کرتی چلی جاتی ہے' خرچ ہو رہی ہے اور اگر امانت اس طرح ادا نہ ہو تو وہ فائدے کی بجائے نقصان پہنچائے گی۔ اس کی مثال بجلی کی سی ہے۔ بجلی کو اگر اس طرح لوٹایا جائے کہ اس کی واپسی کے وقت اس کی طاقت کسی نیک مصرف میں کام آئے تو یہ امانت کا حق ادا کرنے کی ایک بہت اعلیٰ مثال ہے۔ اب بلب میں سے ہو کر اگر بجلی کی قوت' بجلی کی رَو دوسری طرف مائل ہوتی ہے تو رستے میں روشنی پیدا کرتی چلی جا رہی ہے اور اگر صحیح رستہ اختیار نہیں کرے گی تو آگ لگ جائے گی اور قوت بھی ضائع ہو جائے گی اور ارد گرد ماحول کو بھی وہ آگ لگا دے گی اور ماحول کو بھی بھسم کر سکتی ہے۔ پس یہ باریک راہیں ہیں تقویٰ کی جن کی طرف حضرت مسیح موعود (۔) نے ہمیں بلایا ہے اور متوجہ فرمایا ہے کہ اپنی امانتوں کو جہاں جہاں بھی خرچ کرتے ہو' جس مصرف میں بھی لاتے ہو دیکھو کہ ان رستوں کی پیروی کرتی ہوئی گزرتی ہے جن رستوں کی پیروی آنحضرت ﷺ نے فرمائی۔ چنانچہ آپ کا ہر لمحہ بنی نوع انسان کے لئے وقف تھا اور بنی نوع انسان کی ہمدردی میں ایسی ایسی آپ نے نصیحتیں فرمائیں اور ایسا کردار دکھایا کہ عمر بھر آپ اس پر غور کرتے چلے جائیں اور یہ سرمایہ ختم نہیں ہو سکتا۔

چودہ سو سال سے زائد عرصہ ہو گیا آنحضرت ﷺ نے نہ صرف خود امانتوں کا حق ادا کیا بلکہ ہمیں بھی بتایا کہ تمہارے بدن کی بھی تم پر یہ امانتیں ہیں اور ان کا اس طرح خیال رکھو۔ صفائی کی تلقین فرمائی اور ہر قسم کی صفائی کی تلقین فرمائی یہاں تک کہ آپ کے بدن پر ایک میل کا ذرہ بھی باقی نہ رہے۔ یہ امانت کا حق ادا کرنے میں داخل بات ہے۔ ایسا بدن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو تو بیماریوں سے پاک ہوگا۔ ایسے بدن کو بہت کم خطرہ ہوتا ہے بیماریوں کا لیکن جیسا کہ ایک دفعہ پہلے میں بیان کر چکا ہوں سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک جتنے اعضاء اور ان کے باریک حصے ہیں ہر ایک کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی تعلیم موجود ہے۔ پس دیکھیں امانت کا حق کیسے ادا فرمایا۔ جو کچھ اپنے پر طاری فرمایا اپنی امت کو ہدایت دی اور قیامت تک کے لئے امت کو اس کا اہل بنا دیا کہ وہ امانت کا حق ادا کر سکے۔ پھر دل کی حفاظت ' زبان کی حفاظت ' دوسرے اعضاء کی اور خواہشات اور تمناؤں کی حفاظت اور پھر اس حفاظت میں دعائیں سکھائیں اور دعاؤں کا مضمون بھی زندگی کے ہر شعبے پر حاوی ہے۔

اسی طرح اگر آپ امانت کے مضمون کو سمجھیں 'آپ کی زندگی ہر لمحہ سنورتی چلی جائے گی 'ناممکن ہے کہ ایک مقام پر ٹھہری رہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے حوالے کے بغیر یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ "یعنی اس میں فانی ہو کر اس کی راہ میں وقف کر دیتا ہے اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید 'ہمارے مولا 'ہمارے ہادی 'نبیٔ امیؐ صادق مصدوق محمد مصطفیٰ ﷺ میں پائی جاتی تھی۔"

اس میں ایک ایک لفظ قابل توجہ ہے یعنی ایک تعریف کا کلمہ ہے مگر ان تعریف کے کلمات میں ہر ایک میں ہمارے لئے سبق ہے۔ "ہمارے سید" اگر ہم آپ کے پیچھے نہیں چلیں گے تو آپ کو ہمارے سید کیسے کہہ سکتے ہیں۔ سید تو وہ ہوتا ہے جو قوم کے آگے آگے چلتا ہے۔ سید وہ ہے جس کی خاطر قوم اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہتی ہے۔ تو اگرچہ سید دوسرے معنوں میں بھی ہیں کہ سید القوم خادمھم اور ان معنوں میں بھی ایسے سید ہیں کہ کسی سید نے اپنی قوم کی اتنی خدمت نہیں کی ہوگی جتنی رسول اللہ ﷺ نے اپنے وقت میں لوگوں کی اور بعد میں آنے والے زمانے کے سب لوگوں کی خدمت کی ہے۔ اس سے پہلے جو میں اشارے کر چکا ہوں خدمتوں کے ان کی تفصیل میں جانے کا تو وقت ہی نہیں مگر اکثر لوگ سمجھ چکے ہیں کہ ہر باریک سے باریک ضرورت پر اس ضرورت کو مہیا کرنا یہ بہترین خادم کا کام ہے اور جیسا اچھا سید ہوگا ویسا ہی اچھا خادم بھی ہوگا اور اس کی جب سردار خدمت کر رہا ہو تو جوابا اپنا سب کچھ اس پر نثار کرنے کو دل چاہتا ہے۔ جب ماں باپ بچوں کی خدمت کرتے ہیں تو ان کے دل میں یہی جذبے پیدا ہوتے ہیں تو آنحضرت ﷺ کے متعلق یہ جو فرما دیا "سید" تو حضرت مسیح موعود(-) نے جب سید کہا تو ان سب باریک باتوں پر نظر رکھتے ہوئے کہا ہے۔ آپ کا ایک جملہ 'ایک فقرہ 'ایک لفظ بھی مغز سے خالی نہیں ہوا کرتا تھا۔

"ہمارے مولا" مولا ایک تو اس کو کہتے ہیں جو دوست ہو یعنی آنحضرت ﷺ کا دوست بننے کی کوشش کرو۔ دوسرے مولا اس کو کہتے ہیں جو مصیبت کے وقت کام آنے والا ہو 'جس پر انحصار کیا جاتا ہے۔ اور بھی مولا کے بہت سے معنی ہیں اور مولا کا ایک معنیٰ خادم بھی ہے تو سید کے مضمون میں جو خادم کے معنے ہیں وہ بھی اس لفظ مولا میں آجاتے ہیں مگر مولا وہ ہے حقیقت میں جس کے سپرد انسان اپنی جان کر دے یعنی جو آقا ہو اور اس کی ہدایت کے بغیر انسان اپنے اعضاء کا کوئی حصہ کسی پہلو پہ بھی خرچ نہ کرے جیسے غلام کو اپنے مالک سے نسبت ہوتی ہے ویسے ہی ایک بندے کو اپنے مولا سے نسبت ہوتی ہے لیکن لفظ مولا بہت وسیع لفظ ہے۔۔ اس کی باریکیوں میں جائیں تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ سے تعلق کے ہر پہلو کو اس لفظ مولا نے گھیر لیا ہے۔

خادم والا حصہ تو میں بیان کر چکا ہوں۔ مولا کیسا کہ ہر وقت خدمت پر مامور اور وہ مولا جو خدمت پر مامور ہو ہمہ وقت انسان کا فرض ہے کہ وہ اس کی خدمت پر مامور رہے پھر جب ضرورت پڑے تو وہ مدد کو آتا ہے۔ یہ مدد جو ہے اس دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی ہے۔ کیونکہ اس دنیا میں جب بھی مصیبت پڑتی ہے اگر آپ آنحضرت ﷺ کا حوالہ دے کر آپ پر درود بھیجتے ہوئے دعا کریں تو وہ دعائیں زیادہ مقبول ہوتی ہیں۔ پس یہ محض خیال نہیں ہے کہ اس دنیا میں اب چودہ سو سال بعد ہماری مدد کیسے کر سکتے ہیں۔ عملاً مدد کرتے ہیں اور اس مدد کے متعلق حضرت مسیح موعود(-) کو ایک طریق کار بھی سمجھایا گیا۔ الہاماً آپ کو بتایا گیا کہ یہ دعا کیا کرو۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اللھم صل علیٰ محمد وآل محمد۔ اگر یہ دعا کرو گے تو تمہاری دعائیں لازماً قبول ہوں گی کیونکہ

اس دعا اور التجا کو سن کر پھر اللہ اپنی نظر تم سے پھیر نہیں سکتا۔

یہی طریق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے ابن عباسؓ کو سمجھایا 'دوسرے بچوں کو بھی سمجھاتے رہے کہ تمہیں چاہئے کہ تم سب سے پہلے اللہ کی حمد بیان کرو کیونکہ جو کچھ مجھے ملا ہے اسی سے ملا ہے 'اس کی تسبیح کے گیت گاؤ اور اس کے بعد کیونکہ اس کا تعارف میں نے کروایا ہے 'جس شان سے وہ مجھ پر جلوہ گر ہوا ہے اور جس شان سے میں نے اسے تم لوگوں سے آشنا کروایا اس کی اور کوئی مثال کہیں دکھائی نہیں دیتی پس فرمایا یہ دو باتیں اکٹھی رکھو تو تمہاری دعائیں قبول ہوں گی۔ پس حضرت مسیح موعود(-) کو بھی شدید ضرورت کے وقت خدا تعالیٰ نے الہاماً یہ دعا سکھائی کہ خدا کی تسبیح کے گیت گاؤ 'اس کی حمد کے گیت گاؤ اور اس کی عظمت کے گیت گاؤ۔

یہ دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے ہونے کے باوجود بہت بھاری ہیں ان پر اگر آپ غور کریں تو جتنا بھی غور کریں گے۔ آپ کو حیرت ہوتی چلی جائے گی کہ ان میں وسعت کتنی ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ اللہ پاک ہے مگر اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے۔ کوئی بھی ایسا منفی پہلو نہیں جو اس میں موجود ہو اور ہر منفی پہلو کے نکل جانے کے نتیجے میں ایک تعریف کی جگہ خالی ہو جاتی ہے۔ تو سبحان اللہ العظیم کا اصل مفہوم یہ ہے کہ اللہ پاک ہے ان معنوں میں کہ اس میں حمد کے سوا کچھ بھی بھرا ہوا نہیں رہا۔ تمام تر حمد ہو گیا ہے اور عظمتیں اس کے نتیجے میں ملتی ہیں۔

سبحان اللہ العظیم تو ایک سوچنے والا سوچ سکتا ہے اگر وہ عظیم بننا چاہتا ہے تو اس کی پیروی کرے جو عظیم بنا ہے ان دو خوبیوں کی بناء پر زبردستی عظیم نہیں بنا۔ جیسے بعض بادشاہ اپنے آپ کو عظیم کہنے لگ جاتے ہیں۔ بعض ڈکٹیٹر عظیم بن جاتے ہیں لیکن اپنی صفات کی وجہ سے کوئی عظیم بن کے دکھائے یہ عظمت ہے۔ فرمایا وہ دیکھو سبحان اللہ وبحمدہ پاک ہے اللہ اپنی حمد کے ساتھ اور سبحان اللہ العظیم وہ عظیم ہے اس سے بڑا ہو ہی نہیں سکتا۔ میں نے غالباً پہلے بھی بیان کیا تھا کہ یہاں اعظم نہیں فرمایا عظیم فرمایا ہے اور تمام اہل لغت جانتے ہیں کہ عظیم زیادہ بڑا لفظ ہے اعظم کے مقابل پر کیونکہ عظیم کا مطلب ہے کوئی اور ہے ہی نہیں تو اس سے مناسبت کیا ہوگی پھر۔ ایک ہی ہے جو عظیم ہے اس سے اوپر کا تصور تب ہو اگر کوئی اور بھی عظیم ہو۔ تو ان معنوں میں اگر آپ لفظ عظیم کی گہرائیوں میں اتریں اور اس کی وسعتوں پر واقعۃً نظر رکھیں تو عظیم سے بڑھ کر عظمت کا کوئی تصور قائم نہیں ہو سکتا۔

پس آنحضرت ﷺ نے جب یہ دعا ہمیں سکھا دی تو لازم تھا کہ آنحضرت ﷺ کے اوپر درود بھیجا جائے جس نے اتنا بڑا خزانہ ہمیں عطا کر دیا اور چھوٹے سے ایک جملے میں اتنی وسعتیں بھر دیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ پس آنحضرت ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہوئے آپ کو امانت کا حق ادا کرنا آسان ہو جائے گا۔ اور جب کسی امانت کی ادائیگی میں مشکل پیش آئے گی یا اور بھی دنیا میں سو قسم کے ہَول ہوتے ہیں 'سو قسم کی وحشتیں آپ کو گھیر لیتی ہیں اس وقت رسول اللہ ﷺ عملاً ان معنوں میں آپ کی مدد کریں گے۔ اس وقت آپ کی دعائیں قبول ہوں گی اگر آپ نے امن کے حال میں اس دعا کو یاد رکھا ہو۔

پس اس بات کو بھی آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ امانتیں امن کے حال میں واپس کی جاتی ہیں اور امن اور امانت کا ایک گہرا تعلق ہے اور اس کا مقبولیت دعا سے بھی ایک گہرا تعلق ہے۔ یہ دونوں ایک ہی لفظ 'ایک ہی مادے سے بنے ہوئے ہیں۔ جب انسان امن کی حالت میں کوئی چیز واپس کرے تو اس کا مطلب ہے اس نے دل کی گہرائی سے 'محبت کے نتیجے میں پیش کر دی 'جب امن نہ رہے اور پھر وہ واپس کرے تو یہ مجبوری کی واپسی ہے۔ پس اللہ کی امانت کا حق اس وقت ادا کرو جبکہ تمہیں کوئی حالات کی مجبوری اور حالات کے خوف درپیش نہ ہوں۔ کوئی خطرے تمہیں نہ گھیرے ہوئے ہوں اس وقت بھی اللہ کی امانت ادا کر رہے ہو تو پھر جب تم خطرے میں مبتلا ہو گے تو لازماً اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے گا۔ یہ مضمون ہے جو آنحضرت ﷺ کی شان میں حضرت مسیح موعود(-) تھوڑے لفظوں میں بیان فرماتے ہیں لیکن ان کو سمجھنا ضروری ہے۔ پھر فرمایا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"ہمارے ہادی" ہمارے ہادی میں مولا کا مضمون تو آہی جاتا ہے پھر اس کے علاوہ کیا بات ہے کیونکہ میں نے غور کیا ہے حضرت مسیح موعود (-) کی عبارتوں میں کوئی لفظ کلیتہً زائد نہیں ہے۔ بعض مضامین اس میں ہوتے ہیں، بعض علاوہ مضمون بھی ہوتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ ہر اس شخص کے لئے ہادی ہیں خواہ وہ ہدایت پائے یا نہ پائے۔ پہلا مضمون کامل غلاموں کے حق میں اطلاق پا رہا تھا اور ہادی کا مضمون تمام بنی نوع انسان کے حق میں یکساں اطلاق پاتا ہے۔ آپ نے صحیح رستہ ہی دکھانا ہے اور دو معنے بنتے ہیں اس کے۔ ایک یہ کہ آپ صحیح رستے کے سوا کوئی رستہ دکھا ہی نہیں سکتے جب بھی رستہ دکھائیں گے صحیح رستہ دکھائیں گے اور اس کو بھی دکھائیں گے جو اعراض کرنے والا ہو اور اس کو بھی دکھائیں گے جو غلامانہ آپ کی اطاعت کرنے والا ہو۔

پس ہادی کا لفظ حاوی ہے اور تمام بنی نوع انسان پر حاوی ہے۔ اور ان کی تمام ضرورتوں پر حاوی ہے۔ چنانچہ جتنے بھی مشرکین ہیں یا خدا کی ہستی کا انکار کرنے والے ہیں یا دوسرے متکبر لوگ ان تمام لوگوں کے لئے ان کی ضرورتوں سے متعلق آنحضرت ﷺ نے آگاہ فرما دیا ہے 'ان کو ہدایت دے دی ہے' یہ کرو گے تو فائدہ اٹھاؤ گے اگر نہیں کرو گے تو تمہارا اپنا نقصان ہے۔ پس ہمارے ہادی فرما کر آنحضرت ﷺ کی ایک اور شان بیان فرمائی گئی ہے۔

"اور نبی" جو سب جانتے ہیں کہ نبی ہیں مگر نبی بمعنی غیب کی خبریں دینے والا۔ پس آئندہ خطرات سے ہمیں کیسے آگاہ فرمایا اگر آئندہ کے خطرات کی خبریں نہ دی ہوتیں۔ تو ہر لفظ میں اتنی گہرائی ہے کہ جب میں ڈوب کر دیکھتا ہوں تو میں حیران رہ جاتا ہوں کہ کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا۔ کیا ہے یہ کتاب نہ چھوٹا چھوڑتی ہے نہ بڑا چھوڑتی ہے۔ قیامت تک کے لئے جتنے بھی خطرات بنی نوع انسان کو درپیش ہو سکتے تھے اس نبیؐ نے ان کی خبریں دی ہیں لیکن یہ نبی کیا ہے "نبیؐ اُمّی" کلیتہً بظاہر تعلیم سے بے بہرہ لیکن "اُمّی صادق و مصدوق" ایسا اُمّی ہے جس نے خدا کے حق میں ہمیشہ سچ بولا اور پوری سچائی کے ساتھ خدا کی صفات بیان فرمائیں جو مضمون پہلے گزر چکا ہے اس کے نتیجے میں مصدوق ہو گیا یعنی خدا تعالیٰ نے اس کی ہر بات کی تائید فرمائی اور ہر بات میں اس کی صداقت کی گواہی دی۔

اب یہ نبیؐ اُمّی کے ساتھ صادق و مصدوق ہونا ضروری تھا ورنہ ایک ایسا خبریں دینے والا جس کو ظاہری علم بھی کوئی نہ ہو اس پر جب خبریں پوری ہوں گی اس وقت تو اعتماد کیا جا سکے گا مگر اس زمانے کے لوگ کیسے اعتماد کر سکتے تھے جو آنحضرت ﷺ کے زمانے کے رہنے والے تھے، اولین مخاطب تو وہی تھے۔ تو حضرت مسیح موعود (-) نے نبیؐ اُمّی صادق مصدوق کہہ کر یہ فرمادیا کہ وہ جانتے تھے ان کے سامنے کلام الٰہی نازل ہو رہا تھا کہ ایک اُمّی پر ایک ایسا کلام نازل ہو رہا ہے جو اپنی طرف سے بنا نہیں سکتا۔ اور جو خبریں دیتا ہے وہ صرف دور کی خبریں نہیں نزدیک کی خبریں بھی دیتا ہے اور صادق ہے کیونکہ اس کی گواہی پر ایک خدا کھڑا ہے جو کامل قدرتوں کا مالک ہے۔ پس آنحضرت ﷺ کی خبروں کی شان بڑھانے کے لئے اُمّی کہنا ضروری ہے۔

ایک شخص جو اپنی طرف سے کچھ بنا سکتا ہی نہیں اور پھر اس کی ہر بات پوری ہو، اس شان سے پوری ہو کہ جس وقت کلام شروع کیا ہے اس وقت سے یہ خبروں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے اور جب وفات ہوئی تو یہ خبروں کا سلسلہ بند نہ ہوا اور قیامت تک بند نہیں ہوگا۔ بے شمار خبریں ہیں جو ہماری زندگیوں میں ہماری نسلوں نے پوری ہوتی دیکھ لی ہیں مگر بے شمار ایسی ہیں اور کوئی علم نہیں کہ وہ اس سے بہت زیادہ ہوں جو ہم نے پوری ہوتی دیکھ لی ہیں۔ میں یہ اندازہ کرتا ہوں کہ بعد میں آنے والی خبریں ان خبروں سے بہت زیادہ ہیں جن کو ہم نے پورا ہوتا دیکھا ہے کیونکہ ہر دور کا انسان یہی سمجھا کرتا ہے کہ میں نے سب کچھ دیکھ لیا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے زمانے میں جیسا کہ بعض حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ میں نے اب سب کچھ دیکھ لیا اب میرے ہوتے ہوئے ساری باتیں پوری ہو گئی ہیں حالانکہ بعض باتوں کا معمولی سا حصہ پورا ہوا تھا بہت کچھ پورا ہونے والا باقی تھا۔ پس آنحضرت ﷺ قیامت تک صادق و مصدوق بنے رہیں گے اس وجہ سے میرا یہ استنباط ہے کہ ہم سمجھ رہے ہیں کہ ہم نے سب کچھ دیکھ لیا مگر بعض صحابہ بھی تو یہی سمجھا کرتے تھے لیکن بعد کے آنے والے وقت نے بتایا کہ غلط ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ جس طرح اللہ کے علم کا احاطہ نہیں ہو سکتا اسی طرح جس کو خدا نے اپنا کامل علم بخشا ہے اس کا بھی احاطہ نہیں ہو سکتا۔ پس قیامت تک آنحضرت ﷺ ہمارے سید' ہمارے مولا' ہمارے ہادی' نبیؐ اُمّی' صادق مصدوق بنے رہیں گے۔

اور آخری بات یہ کہ "محمد مصطفیٰ ﷺ" سب سے زیادہ تعریف کیا گیا خدا کی طرف سے اگر کوئی تھا تو محمدؐ تھا اور مصطفیٰؐ تھا۔ اللہ نے اسے ہر چیز سے نتھار کے اپنے لئے چن لیا۔ جب اپنے لئے چن لیا تو لازم تھا کہ ہر قسم کے عیوب' نقص' معمولی معمولی گرد و غبار کے نقش بھی اس سے دور کر دیئے جائیں یہ ہے مصطفیٰؐ اور آخری بات یہ کہ "ﷺ" اسی پر سارا مضمون ختم ہو جاتا ہے امانتوں کا۔

تو میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت اسی تفصیل کے ساتھ غور کرتے ہوئے اپنی امانتوں کے حق ادا کرنے کی کوشش کرے گی اور باقی جو (-) مضمون ہے وہ انشاء اللہ اگلے خطبے سے شروع کریں گے۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن 6 نومبر 1998ء)

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

(پاکستانی وقت کے مطابق)

پیر 23- نومبر 1998ء

1-40	رات- چلڈرنز کارنر- ورک شاپ نمبر12-
2-10	رات- درس القرآن 98-1-7
3-35	رات- احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی- انٹرویو-
4-25	رات- چینی زبان سیکھئے-
5-55	صبح- چلڈرنز کارنر- ورک شاپ نمبر 12-
6-25	صبح- لقاء مع العرب-
7-25	صبح- احمدیہ ٹیلی ویژن امریکہ- حضرت صاحب کے ساتھ مجلس سوال و جواب-
8-00	صبح- اردو کلاس-
9-15	صبح- چینی زبان سیکھئے-
9-45	صبح- انگلش بولنے والے احباب سے ملاقات-
11-55	دوپہر- چلڈرنز کارنر- ورک شاپ نمبر12-
12-25	دوپہر- درس القرآن نمبر15-
1-45	دوپہر- لقاء مع العرب-
2-45	دوپہر- اردو کلاس-
3-50	سہ پہر- احمدیہ ٹیلی ویژن سپورٹس کبڈی-
4-30	شام- احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی-
5-40	رات- نارویجین زبان سیکھئے-
8-05	رات- ہومیوپیتھی کلاس-
9-10	رات- لقاء مع العرب-
11-30	رات- اردو کلاس-

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

منگل 24- نومبر 1998ء

1-45	رات- چلڈرنز کلاس سبق نمبر122-
2-15	رات- کوئز- روحانی خزائن-
3-05	رات- ہومیوپیتھی کلاس-
4-05	رات- نارویجین زبان سیکھئے-
4-40	رات- احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی- تقریر-
5-45	صبح- چلڈرنز کلاس- نمبر122-
6-15	صبح- لقاء مع العرب-
7-15	صبح- احمدیہ ٹیلی ویژن سپورٹس- کبڈی-
7-55	صبح- احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی- سیرت صحابہ-
8-20	صبح- اردو کلاس-
9-25	صبح- نارویجین زبان سیکھئے-
9-55	صبح- ہومیوپیتھی کلاس-
11-45	دوپہر- چلڈرنز کلاس- نمبر122-
12-15	دوپہر- پشتو پروگرام- خطبہ جمعہ 23-5-97
1-35	دوپہر- کوئز- روحانی خزائن-
2-25	دوپہر- لقاء مع العرب-
3-25	سہ پہر- اردو کلاس-
4-30	شام- طبی آئٹم- خوراک پر-
4-50	شام- احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی-
5-30	رات- سبق سیکھئے- نمبر15-
8-00	رات- ترجمۃ القرآن کلاس-
9-05	رات- لقاء مع العرب-
11-35	رات- اردو کلاس-

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

بدھ 25- نومبر 1998ء

1-40 رات- چلڈرنز کارنر- قرآن کلاس نمبر38-
2-00 رات- واقفین نو- متفرق پروگرام-
2-25 رات- ہماری کائنات- نمبر149-
2-50 رات- ترجمۃ القرآن کلاس-
3-55 رات- فرنچ زبان سیکھئے-
4-25 رات- احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی-
5-45 صبح- چلڈرنز کارنر- قرآن کلاس-
6-05 صبح- لقاء مع العرب-
7-05 صبح- طبی آئٹم- ہماری خوراک-
7-25 صبح- واقفین نو- متفرق پروگرام-
7-50 صبح- اردو کلاس-
8-55 صبح- فرنچ زبان سیکھئے-
9-25 صبح- ڈاکو منٹری- لجنہ نمائش کا ایک حصہ-
9-55 صبح- ترجمۃ القرآن کلاس-
11-45 دوپہر- چلڈرنز کارنر- قرآن کلاس-
12-05 دوپہر- سواحیلی پروگرام- مذاکرہ-
12-50 دوپہر- ہماری کائنات- نمبر149-
1-15 دوپہر- احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی ایک نو احمدی کا انٹرویو-
1-40 دوپہر- لقاء مع العرب-
2-45 دوپہر- اردو کلاس-
3-50 سہ پہر- مذاکرہ-
4-25 شام- احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی- درثمین-
5-35 رات- جرمن زبان سیکھئے-
8-25 رات- ترجمۃ القرآن کلاس-
9-20 رات- لقاء مع العرب-
11-15 رات- اردو کلاس-

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جمعرات 26- نومبر 1998ء

1-35 رات- چلڈرنز کلاس نمبر122-
2-05 رات- احمدیہ ٹیلی ویژن لائف سٹائل- المائدہ- چاکولیٹ بنانا-
2-15 رات- احمدیہ ٹیلی ویژن بیت بازی-
2-40 رات- ڈاکو منٹری- بیت الفضل لندن-
3-15 رات- ترجمۃ القرآن کلاس-
4-20 رات- جرمن زبان سیکھئے-
5-45 صبح- چلڈرنز کلاس- سبق نمبر122-
6-15 صبح- لقاء مع العرب-
7-25 صبح- احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی- درثمین-
7-50 صبح- اطفال کوئز- از سوئٹزرلینڈ-
8-10 صبح- اردو کلاس-
9-15 صبح- جرمن زبان سیکھئے-
9-50 صبح- ترجمۃ القرآن کلاس-
11-45 دوپہر- چلڈرنز کلاس- سبق نمبر 122-
12-15 دوپہر- سندھی پروگرام- خطبہ جمعہ- 25-10-96
1-20 دوپہر- احمدیہ ٹیلی ویژن لائف

سانحہ ارتحال

○ محترم ڈاکٹر سلطان احمد صاحب مبشر ربوہ لکھتے ہیں-

احباب جماعت کو نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم محترم چوہدری عبدالحمید صاحب ابن حضرت چوہدری محمد حسین صاحب 17- نومبر 1998ء کو لاہور میں انتقال کر گئے-

محترم چوہدری صاحب کو 17- نومبر کی صبح دل کا شدید حملہ ہوا جس پر ہسپتال لے جایا گیا مگر جانبر نہ ہو سکے- آپ کی نماز جنازہ 18- نومبر کو محترم امیر صاحب ضلع لاہور نے ان کی رہائش گاہ پر پڑھائی جس کے بعد جنازہ ربوہ لایا گیا جہاں بعد از نماز عصر بیت المبارک ربوہ میں محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت نے نماز جنازہ پڑھائی- بہشتی مقبرہ میں تدفین پر محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے دعا کروائی-

مرحوم نوبل انعام یافتہ محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم کے چھوٹے بھائی' محترم ڈاکٹر میاں عبدالحمید صاحب لاہور کے داماد اور محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کے سمدھی تھے- اپنے بزرگ والدین کی طرح آپ بہت مخلص' سلسلہ کے لئے بے حد غیرت رکھنے والے' خلافت احمدیہ پر غیر متزلزل ایمان رکھنے والے اور دلی وابستگی رکھنے والے وجود تھے- خلفاء خصوصاً حضرت خلیفۃ المسیح الثالث' اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے آپ کے قریبی تعلقات تھے کئی سال تک حلقہ سوسائٹی کراچی اور بھلوال کے صدر جماعت رہے- مرحوم موصی تھے- جماعتی اور دیگر رسائل میں آپ کے مضامین چھپتے رہے- الفضل کے قلمی معاونین میں آپ کا نام بھی شامل ہے- آپ کے ملنے والوں کا حلقہ بہت وسیع تھا اور اس میں کسی قسم کی تخصیص نہ تھی- آپ کے پسماندگان میں ایک بیٹا عزیزم خالد اقبال اور دو بیٹیاں محترمہ نائلہ صاحبہ اور محترمہ عائشہ صاحبہ شامل ہیں-

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نافع الناس وجود کو اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے اور درجات کو بلند کرتا چلا جائے اور ان کے عزیز و اقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے-

سٹائل- المائدہ- چاکلیٹ بنانا-
1-30 دوپہر- ڈاکو منٹری- بیت الفضل لندن-
2-05 دوپہر- لقاء مع العرب-
3-05 سہ پہر- اردو کلاس-
5-45 رات- عربی زبان سیکھئے-
8-05 رات- ہومیوپیتھی کلاس-
9-05 رات- لقاء مع العرب-
11-25 رات- اردو کلاس-

○ مکرمہ زینب بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری فضل احمد صاحب والدہ مکرم صدیق احمد صاحب کارکن خلافت لائبریری مورخہ 12- اکتوبر 98ء کو وفات پا گئیں- اگلے مورخہ 13- اکتوبر 1998ء کو احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب امیر مقامی ربوہ نے صبح سوا دس بجے نماز جنازہ پڑھائی- جس کے بعد بوجہ موصیہ ہونے کے بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی- تدفین مکمل ہونے پر محترم چوہدری محمد علی صاحب وکیل وقف نو نے دعا کرائی- احباب کرام سے موصوفہ کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے-

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

گورنمنٹ جامعہ نصرت کی سالانہ صنعتی نمائش

○ گورنمنٹ جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ کی سالانہ صنعتی نمائش مورخہ 26- نومبر بروز جمعرات بوقت 10- بجے صبح منعقد ہو رہی ہے- خواتین بچے اور طالبات قدیم کثرت سے تشریف لا کر طالبات کی حوصلہ افزائی فرمائیں-

(پرنسپل)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

درخواست دعا

○ مکرم چوہدری عبدالغنی صاحب جھنگ والد مکرم عبدالمالک صاحب آف نیشنل بینک مختلف عوارض سے علیل ہیں احباب کی خدمت میں ان کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے-

○ مکرم چوہدری عبدالستار صاحب سابق انچارج پہرہ داران دفتر خزانہ ربوہ کی صحت بدستور خراب چلی آ رہی ہے ان کی کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے-

○ مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب آف ناروے کی والدہ صاحبہ ٹانگوں اور گھٹنوں کے دردوں کی وجہ سے بہت علیل ہیں- موصوفہ کی صحت یابی کے لئے درخواست دعا ہے-

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اعلان دارالقضاء

○ (مکرم محمد ادریس عیسٰی صاحب بابت ترکہ محترمہ نصرت جہاں صاحبہ)

مکرم محمد ادریس عیسٰی صاحب وغیرہ ورثاء محترمہ نصرت جہاں صاحبہ ساکنان مکان نمبر 14/22 دارالعلوم جنوبی نمبر 2 ربوہ نے درخواست دی ہے کہ موصوفہ بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں- لہٰذا ان کا قطعہ 14/22 دارالعلوم شرقی ربوہ برقبہ 13 مرلے 9 مربع فٹ ورثاء کے نام منتقل کر دیا جائے- جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے:-

1- مکرم محمد ادریس عیسٰی صاحب (خاوند)
2- مکرم منصور احمد صاحب (بیٹا)
3- مکرم مغفور احمد صاحب (بیٹا)
4- محترمہ مریم شاد صاحبہ (بیٹی)
5- محترمہ ماریہ پاشا صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء ربوہ میں اطلاع دیں- (ناظم دارالقضاء- ربوہ)

وقف جدید میں قربانی کرنے والوں کی تعداد بڑھائیں

○ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقف جدید کے سال نو کے موقع پر فرمایا-

"پس میں نے جیسا کہ پہلے زور دیا تھا- ہمیں قربانی کرنے والوں کی تعداد بڑھانا ہے- کیونکہ جو بھی ایک دفعہ قربانی کرنے والوں کی تعداد میں شامل ہو جائے- اللہ تعالیٰ کا قانون قرض حسنہ کو بڑھانے والا ہے اس پر لاگو ہو جاتا ہے- اس کی نیکیاں بڑھتی ہیں- اموال میں برکت پڑتی ہے-

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2- جنوری 1998ء لندن)

ناظم مال وقف جدید

اعلان داخلہ

○ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد نے مندرجہ ذیل مضامین میں ماسٹرز پروگرام میں داخلہ کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں-

1- شماریات- 2- فزکس- 3- کمپیوٹر سائنس- 4- کیمسٹری- 5- بایو کیمسٹری- 6- باٹنی- 7- زوولوجی-

داخلہ فارم وغیرہ 120 روپے کے عوض یونیورسٹی سے دستیاب ہیں- داخلہ فارم وغیرہ جمع کروانے کی آخری تاریخ 28- نومبر 98ء ہے- یہ داخلہ صرف پنجاب کے ڈومیسائل رکھنے والے طلباء و طلبات کے لئے ہے-

(نظارت تعلیم)

جاوید پینٹ اینڈ سینیٹری سٹور
383-2-B II نزد برکت چوک ابوبکر روڈ ٹاؤن شپ لاہور
پی پی 5112672

احباب جماعت احمدیہ کیلئے سستا اور معیاری پیکج
4300 روپے میں 8 فٹ ڈش کیساتھ مکمل برائے احمدیہ چینل حاصل کریں
نواز سیٹلائٹ
پروپرائیٹر شوکت ریاض قریشی
فیصل مارکیٹ 3- مال روڈ لاہور 5400
فون نمبر رہائش 7351722 آفس 7352212

سکرین پرنٹنگ کی دنیا میں منفرد نام
خان نیم پلیٹس
ہر قسم کی سکرین پرنٹنگ کے لیئے ہم سے رجوع کریں
لاہور- فون: 5150862-844862

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں قومی اخبارات سے

ربوہ: 21- نومبر- گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں کم سے کم درجہ حرارت 13 درجے سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 25 درجے سنٹی گریڈ
23-نومبر- غروب آفتاب 5-08
24-نومبر- طلوع فجر 5-16
24-نومبر- طلوع آفتاب 6-43

عالمی خبریں

ایشیائی برآمدات روکنے کی دھمکی

امریکہ کے صدر کلنٹن نے جاپان کے دورے کے دوران دھمکی دی ہے کہ اگر مغربی ممالک کی برآمدات ایشیائی ممالک نے وصول نہ کیں تو ایشیائی ممالک کی امریکہ اور مغربی ممالک کو برآمدات روکنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ جاپان دنیا کی دوسری بڑی معیشت ہے۔ ایشیائی اقتصادی بحران حل کرنے کے لئے سب سے زیادہ ذمہ داری جاپان پر عائد ہوتی ہے۔

اسرائیلی فوج کا انخلاء شروع

فلسطین اسرائیل امن معاہدے کے تحت دریائے اردن کے مغربی کنارے سے اسرائیلی کی فوج کا انخلاء شروع ہو گیا ہے۔ اس معاہدہ کے تحت اسرائیل تین مرحلوں میں جنوری 99ء تک مغربی کنارے کا 13 فیصد علاقہ خالی کر دے گا۔

ایف سولہ مسترد

متحدہ عرب امارات نے امریکہ کے ایف سولہ طیارے مسترد کر کے فرانس کے میراج طیارے خرید لئے ہیں۔ تین ارب بیس کروڑ ڈالر کے سمجھوتے کے تحت فرانس 30 نئے میراج 2000 قسم کے طیاروں کی فراہمی کے علاوہ 33 طیاروں کو اپ گریڈ کرے گا۔

انڈونیشیا میں مظاہرے اور تشدد

انڈونیشیا کے صدر یوسف حبیبی نے کہا ہے کہ ملک میں مظاہرے اور پرتشدد واقعات ملکی معیشت کو تباہ کر دیں گے۔ اقتصادی ترقی کیلئے قومی یکجہتی اور امن و امان ضروری ہے۔

ملکی خبریں

سندھ میں فوجی عدالتوں کا قیام

وزیر اعظم نواز شریف نے ایک غیر معمولی اقدام کے طور پر سندھ میں آئین کے آرٹیکل 245 کے تحت فوجی عدالتوں کے فوری قیام کا اعلان کر دیا ہے۔ اس مقصد کے لئے ایک آرڈیننس بھی جاری کر دیا گیا ہے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ ہڑتالیں تالہ بندی کرانے 'گاڑیاں چھیننے' بھتہ وصول کرنے والوں پر مقدمات چلیں گے۔ یہ عدالتیں تین روز کے اندر فیصلہ دیں گی۔ جو کسی عدالت میں چیلنج نہیں ہو سکے گا۔ اپیل بھی فوجی عدالت میں ہوگی۔ ماضی میں ضمانتوں پر رہا ہونے والوں کے مقدمات بھی فوجی عدالتوں میں چلیں گے۔ وزیر اعظم نے پریس کانفرنس میں کہا کہ اب اسلامی تقاضوں کے مطابق فوری انصاف فراہم ہوگا۔ مجرموں کو عبرت حاصل ہوگی۔ کارروائی کے نتیجہ میں بے روزگاروں کو روزگار کے مواقع ملیں گے معاشی خوشحالی آئے گی اور کراچی کی رونقیں بحال ہو جائیں گی۔ انہوں نے بتایا کہ ذوالفقار حیدر ایم پی اے روپوش ہے۔ ایم کیو ایم سے کہا تھا کہ حکیم سعید کے قاتل حکومت کے حوالے کر دے۔ انکو مہلت بھی دی گئی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔

صدر راج نافذ کریں

سابق وزیر اعظم محترمہ بینظیر بھٹو نے صدر مملکت رفیق تارڑ سے کہا ہے کہ حکومت امن و امان میں ناکام ہو گئی ہے لہٰذا وہ ملک میں صدر راج نافذ کر دیں 9 ماہ کے دوران کراچی میں 15 سو اور لاہور میں 3 ہزار ہلاکتیں ہوئیں۔ نواز شریف نے ادارے تباہ کر دیئے۔ وہی "بریف کیس ججوں اور کروڑ کمانڈروں" جیسی اصطلاحات کا باعث بنے

ہمارے ہاں جستی روم کولرز۔ گیزرز۔ کوکنگ رینج روم ہیٹر۔ ہر قسم کے پنکھے اور ہر طرح کے ڈونکی پمپ دستیاب ہیں۔ نیز ریپیئرنگ کا کام بھی تسلی بخش کیا جاتا ہے
الفضل ٹریڈرز
کالج روڈ نزد اکبر چوک ٹاؤن شپ لاہور
5114822
5118096

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرض اٹھراء کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھراء
اکسیر اولاد نرینہ (کورس)
40 گرام /40 روپے، 60 گرام /130 روپے، 100 گرام /200 روپے
300/ روپے
زوجام عشق خاص
سونے چاندی کی گولیاں
شباب آور موتی
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
PHONE: (04524) 211434-212434 FAX: 534

جرمن و پاکستانی ہومیوپیتھک ادویات
ہر قسم کی جرمن و پاکستانی ہومیوپیتھک ادویات، مدر ٹنکچر، پوٹینسیاں، بائیوکیمک ادویات گولیاں، ٹکیاں، شوگر آف ملک اور ہومیوپیتھک کتب کی بارعایت خریداری کا مرکز
خالی ڈبیاں اور ڈراپرز بھی دستیاب ہیں۔ 117 ادویات کا دیدہ زیب بریف کیس بھی دستیاب
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
FAX (4524) 212299 -★- 213156 - 771 -:☎

ایک نئی فخریہ خدمت
اعلیٰ معیاری سٹین لیس سٹیل کے برتنوں کے ساتھ ساتھ اب ہم پیش کرتے ہیں
آپ کی فوری ضرورت
سٹین لیس سٹیل پریشر ککر
ضرورت کے مطابق نت نئے تحفوں کے ساتھ
پاک آئرن سٹور گولبازار ربوہ
☎ دکان 211007
گھر 212007

نام نہیں رویہ تبدیل کیجئے

انگریزی روزنامہ "دی نیوز" مورخہ 19۔نومبر 98ء کا ایک فکر انگیز اداریہ

پنجاب اسمبلی نے منگل کو وسطی پنجاب کے ایک چھوٹے سے شہر ربوہ کا نام تبدیل کرنے کی قرارداد منظور کی ہے۔ ایوان میں زبردست حمایت حاصل کرنے والی اس قرارداد کے پیچھے جو منطق پائی جاتی ہے۔ وہ ظاہری لحاظ سے ایسا ناقص ربط ہے جو فاضل ممبران کے ذہنوں میں اس شہر کے نام اور یہاں کی آبادی میں نمایاں تناسب رکھنے والی جماعت احمدیہ کے متعلق پایا جاتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ اس شہر کے نام کا احمدیہ عقائد کے ماننے والوں سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اہل علم کے نزدیک یہ نام عربی لفظ "ربوبیت" سے اخذ کیا گیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ حقیقت ظاہری طور پر ایوان کے فہم سے دور رہی ہے علاوہ ازیں اصل منطق کہ نام میں تبدیلی ملک میں احمدیوں سے متعلق نظریاتی اختلافات کو کس طرح حل کر سکے گی، دور تک دکھائی نہیں دیتی۔

دراصل یہ قرارداد دو نہایت اہم اور تشویش ناک باتوں کو سامنے لاتی ہے پہلی بات یہ کہ ملک میں اقلیتوں کے ساتھ کس قسم کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ عام طور پر اقلیتیں اپنے آپ کو قانون اور سرکاری پالیسی کا نشانہ محسوس کرتی ہیں۔ اسلام نے معاشرہ میں رواداری سے متعلق جو پرزور تلقین فرمائی ہے یہ پالیسی اس کی عملی تعبیر کے متعلق بہت شک و شبہ پیدا کرتی ہے۔ اس سے شریعت بل کے متعلق بھی اقلیتوں کے خوف و ہراس میں اضافہ ہو گا جسے وزیر اعظم سینٹ سے پاس کرانے میں سر توڑ کوششیں کر رہے ہیں۔

دوسرا معاملہ شہروں اور فی الحقیقت شہروں کے اندر واقع سڑکوں اور مختلف جگہوں کے نام تبدیل کرنے یعنی نو آبادیاتی دور کے ناموں کا متبادل مہیا کرنے کا عمل ہے۔ کئی لحاظ سے یہ امر قابل فہم ہے۔ لیکن ہمیں کسی حد تک یہ بھی غور کرنا چاہئے کہ کیا تاریخ کے چھوڑے ہوئے آثار کو مکمل طور پر مٹا دینا دانشمندانہ اقدام ہے یا اس کے برعکس ہے؟ یا یہ کہ ہم ان کے وجود کو قبول کر لیں اور نئی بستیاں' چوک' سڑکیں اور پارک تعمیر کرنے کی طرف پیش قدمی کریں جن کے نام اس زمانہ کے مناسب حال رکھے جائیں اور اس طرح ان لوگوں کا اکرام کریں جو آنے والی نسلوں کے لئے یاد رکھے جانے کے قابل ہوں گے۔

درحقیقت ماضی کے ناموں میں دست اندازی کرنے کی نسبت ہمارے حکمرانوں کی نظروں میں نئے مستقبل کی طرف قدم بڑھانے کو بنیادی اہمیت حاصل ہونی چاہئے جو اقدامات وہ ترقی اور عروج کے لئے کریں گے وہی تاریخ میں یاد رکھے جائیں گے۔ ماضی کو ہرگز نیست و نابود نہیں کیا جا سکتا لیکن اس سے سیکھے ہوئے سبق کو مستقبل کو بہتر تناسب اور منظر میں سنوارنے اور سچی خوشحالی اور ملک کے لئے مجموعی طور پر بتدریج ترقی پذیر دور کی خاطر راہ تعمیر کرنے کے لئے کام میں لایا جا سکتا ہے۔